ماہنامہ تجلّی دیوبند

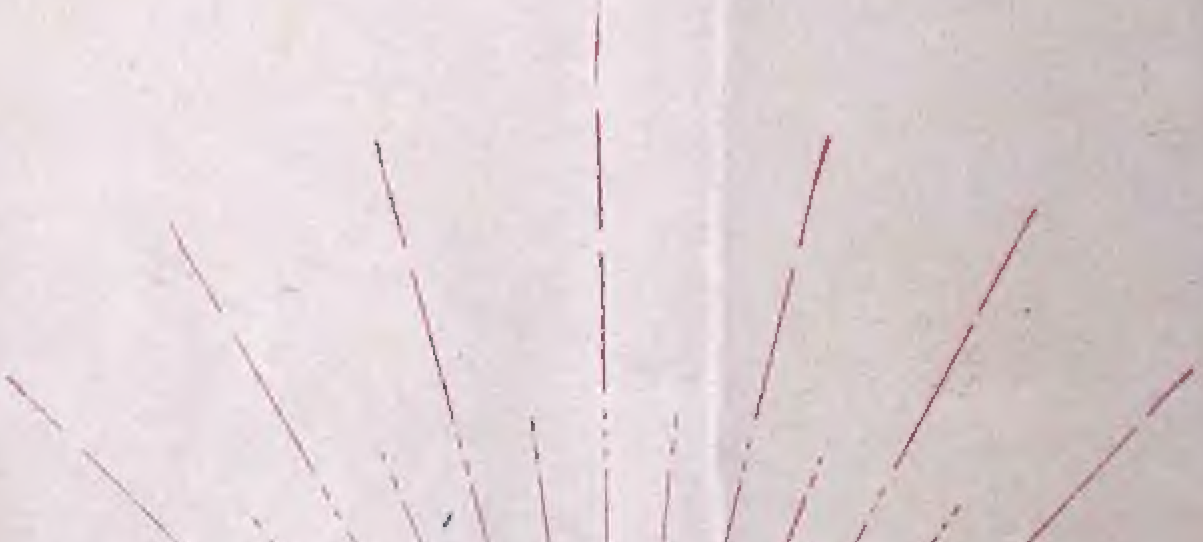

ایڈیٹر۔ عامر عثمانی (فاضل دیوبند)

Price -/8/-

صحیح بخاری شریف مع مکمل و بہترین اردو ترجمہ

مکتبہ

فیض القرآن دیوبند کا دوسرا شاندار کارنامہ

مکتبہ فیض القرآن دیوبند اپنے پہلے پروگرام کے تحت قرآنِ مجید کی شہرۂ آفاق تفسیر "تفسیر ابن کثیر" اردو کا ایک [illegible] پارہ پوری پابندی وقت کے ساتھ ہر ماہ شائع کر رہا ہے۔ اس کے ساتھ ہی مکتبہ کا دوسرا پروگرام **صحیح بخاری شریف کامل اردو** کی اشاعت ہے۔ اس کے تیس پارے ماہ بماہ ایک ایک پارہ کی شکل میں شائع ہوتے رہیں گے۔

فخرِ دو عالم سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاداتِ مبارکہ کا وہ گرانقدر مجموعہ جو امام عالی مقام امیر المومنین فی الحدیث ابو عبد اللہ محمد بن اسمٰعیل بخاریؒ نے چھ لاکھ احادیثِ نبوی میں سے منتخب فرما کر سولہ سال میں مرتب فرمایا ہے۔

قرآنِ مجید کے بعد دنیا کی وہ مستند ترین اور لاثانی کتاب جس میں قطعی صحیح احادیث کا وہ جلیل القدر عظیم الشان علمی خزانہ پوشیدہ ہے جو اسلام کی روحِ رواں ہے۔

سابقہ تراجم کی خامیوں کے پیشِ نظر ترجمہ اردو بھی زیادہ دقتِ نظر، صحتِ فکر کا محتاج تھا اور حواشی و تشریح کا [illegible] اضافہ بھی ضروری تھا۔ مکتبہ نے مستند علماء کی خدمات حاصل کر کے اکابر علماءِ امت کی نگرانی میں اس اہم خدمت کی [illegible] کا عزم کیا ہے۔ سفید کاغذ۔ تقریباً ڈیڑھ سو صفحات ۲۰×۳۰ سائز۔ کتابت و طباعت معیاری۔

ہدیہ دو روپے فی پارہ۔ محصول ڈاک ایک روپیہ فی پارہ۔ یہ رعایت صرف ممبران کے لئے مخصوص ہے۔ عام ہدیہ تین روپے [illegible]

فیس ممبری

اس سلسلہ کی دائمی شرکت کیلئے صرف ایک روپیہ کا منی آرڈر ارسال فرما کر ممبر بن جائیے [illegible] ممبران کی خدمت میں ہر ماہ صحیح بخاری شریف اردو کا ایک پارہ ذریعہ وی. پی. [illegible] ارسال کیا جاتا رہے گا۔ لیکن اگر آپ پانچ دوست مل کر ہر پارے کے ہر ماہ پانچ نسخے یکجا منگائیں گے تو رعایتی وی. پی. مع ڈاک خرچ تیرہ روپے (۱۳) کی ارسال ہوگی۔ اس شکل سے یہ مایۂ ناز علمی خزانہ [illegible] معمولی رقم میں رفتہ رفتہ ہر شخص کے پاس پہنچ جائے گا۔

دیگر تفصیلات کیلئے فوراً لکھئے

مکتبہ فیض القرآن دیوبند ضلع سہارنپور یو۔پی

آج ہی ممبر بنئے اور ممبر بنائیے

بسم اللہ الرحمٰن الرحیمؒ

ماہنامہ تجلی دیوبند

شمارہ نمبر ۴

جلد نمبر ۱۲

ہر انگریزی مہینے کے پہلے ہفتے میں شائع ہوتا ہے

سالانہ قیمت چھ روپے

فی پرچہ ۵۰ نئے پیسے

غیر ممالک سے سالانہ قیمت ۱۵ شلنگ بشکل پوسٹل آرڈر

فہرست مضامین بابت ماہ جون ۱۹۶۰ء

۱	آغازِ سخن	عامر عثمانی	۴
۲	ایک استفتا اور اس کا جواب	مختلف حضرات	۸
۳	یزید!	عامر عثمانی	۱۹
۴	مسجد سے میخانے تک	ملّا ابن العرب مکّی	۳۹
۵	سایۂ رسولؐ!	عامر عثمانی	۴۳
۶	مولانا ابوالاعلیٰ مودودی	مولانا تاج محمد صاحب	۶۲

اشد ضروری

اگر اس دائرے میں سُرخ نشان ہے تو سمجھ لیجئے کہ اس پرچہ پر آپکی خریداری ختم ہے۔ یا تو منی آرڈر سے سالانہ قیمت بھیجیں یا وی پی کی اجازت دیں۔ اگر آئندہ خریداری جاری نہ رکھنی ہو تب بھی اطلاع دیں۔ خاموشی کی صورت میں اگلا پرچہ وی پی سے بھیجا جائیگا جسے وصول کرنا آپ کا اخلاقی فرض ہوگا۔ (وی پی چھ روپے باسٹھ نئے پیسے کا ہوگا) منی آرڈر بھیجکر آپ وی پی خرچ سے بچ جائیں گے۔

پاکستانی حضرات:۔ ہمارے پاکستانی پتہ پر چندہ بھیجکر رسید منی آرڈر ہمیں بھیجدیں سالہ جاری ہوجائے گا۔

ترسیل زر اور خط و کتابت کا پتہ

دفتر تجلی دیوبند ضلع سہارنپور (یو۔پی)

مدیر

عامر عثمانی

فاضل دیوبند

پاکستان کا پتہ:۔ مکتبہ عثمانیہ ۲۲۰ مینا بازار

پیر الٰہی بخش کالونی۔ کراچی (پاکستان)

عامر عثمانی پرنٹر پبلشر نے "کوہ نور" پریس دہلی سے چھپوا کر اپنے دفتر تجلی دیوبند سے شائع کیا۔

آغازِ سخن

حالات کی منطق بھی عجیب ہے۔ ارادہ کر رکھا تھا کہ جون کے تجلی کو ڈاک نمبر بنائیں گے کیونکہ لائق اشاعت سوالوں کا انبار بہت اونچا ہو گیا ہے اور بے شمار سائلین شکایتیں کر رہے ہیں کہ ہمارے سوالوں کے جواب کیوں شائع نہیں کئے جاتے۔ لیکن یہ ارادہ ہوائی ثابت ہوا اور ڈاک نمبر تو کجا یہ شمارہ اس عنوان ہی سے محروم رہا۔ اس سے جو گرانی بہت سے حضرات کو ہو گی اس کے لئے ہم معذرت خواہ ہیں۔ کیا کریں بعض ہنگامی مسائل اچانک ایسے آ لپٹتے ہیں کہ انھیں گلے لگائے بغیر چارہ نہیں رہتا۔ آپ میں سے کتنے ہی اس عذر کو نہیں مانیں گے، کیونکہ کسی بھی مسئلہ کی اہمیت پر سب کا متفق ہونا کم ہی ہوتا ہے۔ آپ کہیں گے کہ رسول اللہ کا سایہ ہونا نہ ہونا یا مہتمم صاحب کی کتاب پر نقد کرنا ایسا کونسا ضروری ترین مسئلہ تھا کہ اس پر رسالہ کا رسالہ بھر دیا۔ بیشک اپنے زاویۂ نظر کے اعتبار سے آپ ٹھیک کہتے ہیں، لیکن خود ہمارا زاویۂ نظر اس سے مختلف ہے۔ سایہ ہونا نہ ہونا بظاہر ایک ایسا مسئلہ ہے جس کا عملی زندگی سے کوئی تعلق نہیں، لیکن عملی زندگی جن داخلی افکار و عقائد کے سہارے آگے بڑھتی ہے ان سے اس مسئلہ کا گہرا ربط ہے۔ بدعات و خرافات نے توحید و رسالت کے تصور کو جس قدر غبار آلود بنا دیا ہے وہ ایک تاریخی ٹریجڈی ہے جس کی کسک ہر دردمند مومن بڑی طرح محسوس کرتا ہے۔ دیومالائی انداز کے تصورات عامۃ المسلمین کے ذہنوں پر چھا گئے ہیں۔ واہی عقائد نے دل و دماغ کی بنیادیں کھوکلی کر کے رکھ دی ہیں اور گمراہی و بیدانشی کا ایسا نشہ فضلائے ایمان پر چھا گیا ہے کہ عملی زندگی اور حقائق سے آنکھیں چار کرنے کا یارا ہی باقی نہیں رہ گیا۔ ایسے عالم میں کسی ایک بھی گمراہ کن عقیدے کو اکھاڑ پھینکنا اور توحید و رسالت کے عارض سے جتنی بھی گرد ہو سکے جھاڑ دینا ہمارے نزدیک بہت مفید اور نتیجہ خیز ہے۔ پھر یہ بھی ملحوظ رکھئے کہ سایہ نہ ہونے کے بے بنیاد عقیدے کی تصدیق آج کے دارالعلوم نے کی ہے اور دارالعلوم اپنی مرکزیت کے باعث بڑے دور رس اثرات رکھتا ہے۔ جو گمراہی یہاں سے چلے گی وہ آندھی اور طوفان کی طرح پھیلے گی۔ اسی لئے ہم نے مفتی دارالعلوم کے فتوے پر پہلے بھی سخت گرفت کی تھی اور اب بھی ہماری طول نگاری زیادہ تر اسی لئے ہے کہ آج کے دارالعلوم کی حیثیت عوام الناس پر واضح ہو جائے۔ آج یہاں وہ اربابِ خلوص نہیں ہیں جو دین اور دنیا دونوں کی ذمہ داریوں کو سمجھتے اور نبھاتے تھے۔ آج یہاں زیادہ تر ایسے لوگ ہیں جنھیں نہ خدا کا خوف ہے نہ بندوں کی شرم۔ وہ دین و شریعت اور علم و دانش کی خدمت نہیں کرتے ان سے اپنی خدمت کراتے ہیں۔ وہ اپنے مقام و منصب کو قلب و روح کی طہارت اور تزکیے میں نہیں نان و شکم کے رکھ رکھاؤ میں استعمال کرتے ہیں۔ ان کے اعمال و اشغال داخلی تحریک و ترغیب کے ثمرات نہیں، بلکہ خارجی مصالح اور مجبوریوں نے انھیں مجبور کیا ہے۔ کہاں تک کہیں۔ آنکھیں جو کچھ دیکھتی ہیں اور کان جو کچھ سنتے ہیں وہ اتنا بھیانک ہے کہ خود ہمارا ایمان اگر محکم ہوتا تو دل ٹکڑے ٹکڑے ہو کے آنکھوں سے بہہ جاتا مگر ہائے یہ زہر آلود ماحول اور وائے یہ ہماری سیاہ کاریاں کوئی بھی تو دھماکہ سینے میں نہیں ہوتا۔ کوئی بھی آنسو ایسا آنکھوں میں نہیں آتا جو جگرِ سوختہ کی خبر لائے۔ کبھی کبھی ایک ہوک سی اٹھتی ہے، ایک شعلہ سا بھڑکتا ہے اور بس! یہ ایمان کے وجود کی علامت ضرور ہے، مگر دلِ زندہ کی تب و تاب اس میں کہاں۔ دل دھڑکتا ہے مگر مشین کی طرح۔ عزم کی گھن گرج اور ولولوں کی تڑپ آئیں کہیں

نہیں۔ ہوتی تو یہ ہولناک نظارہ دل وجگر کی دھجیاں اُڑا دینے کے لئے کچھ کم نہیں تھا کہ دین ودانش اور کردار وطاعت کی یہ عظیم درسگاہ رفتہ رفتہ پروجیکٹ کی شکل میں تبدیل ہوتی جارہی ہے — ایسا پروجیکٹ جہاں روح وضمیر کے مدفن پر اینٹ اور پتھر کے محل تعمیر ہورہے ہیں۔ جہاں دنیا ہی سب کچھ ہے اور دین کچھ بھی نہیں۔ جہاں دین وآخرت کی متاع روٹی اور تنخواہ کے میزان میں تُل رہی ہے۔ جہاں وہ کچھ ہے کہ عوام جان لیں تو مارے حیرت کے شل ہوکے رہ جائیں۔

بہرحال سائے کی بحث سے ہمیں ایک ضرر رساں عقیدے کی تردید کے ساتھ ساتھ یہ بھی دکھانا مقصود ہے کہ آج کے مفتی دارالعلوم علم ودیانت کے تقاضوں سے کس درجہ بے نیاز ہیں۔ مخلص دن میں چار بار بدل سکتا ہے۔ بس پر جب بھی واضح ہوجائے کہ اس کا فیصلہ غلط تھا وہ بلا تامل اپنی رائے بدل دے گا، لیکن اخلاص سے بے بہرہ لوگ بدلا نہیں کرتے۔ وہ متکبر اور ضدی ہوتے ہیں۔ انکی بلا سے دلائل وشواہد کچھ بھی پکارتے رہیں وہ اپنی جگہ جامد رہیں گے بشرطیکہ ان کے کام ودہن پر زد نہ پڑے۔ ہم نے پہلے بھی کہا تھا اور اب بھی اعلانیہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ کا سایہ نہ ہونا ایک بے بنیاد طبعزاد عقیدہ ہے جس کے لئے علم ودانش کے ہزار دفتر بھی کوئی دلیل فیصل نہیں لاسکتے۔ بریلویوں کو چھوڑیئے رونا اُن مفتیِ اعلیٰ کا ہے جس نے گاؤتکیے سے ٹیک لگا کر فتویٰ تو داغ دیا، لیکن برہان وشہادت کا کوئی سرمایہ اس کی جھولی میں نہیں۔ لاکھ فہمائش کیجئے مگر کبر وخود پرستی کے کانوں پر جوں نہیں رینگے گی۔ ضمیر نہیں چٹخے گا۔ دل میں درد نہیں اُٹھے گا کہ جو غلطی ہوگئی ہے اس کی تلافی کی جائے۔ سمجھتے یوں ہیں کہ ہم تو ملاءِ اعلیٰ کے لوگ ہیں جو کہا پتھر کی لکیر ہوا۔ بھونکے جائے مدیر تجلی۔ اس کی سُنتا کون ہے۔ یہی خوش فہمیاں ہیں جو آخر کار انھیں لے ڈوبیں گی۔ ابھی پانی سر سے اونچا نہیں گیا۔ طلبا کی حالیہ اسٹرائک ایک غیبی تنبیہ ہے اس بات کی کہ پانی سینے تک آپہنچا ہے۔ کردار وعمل کی گرتی ہوئی دیواروں کو سنبھالو نہیں تو علم وافتاء کا یہ کھوکلا محل ایک دن بتاشے کی طرح بیٹھ جائے گا اور بانیانِ دارالعلوم کی روحیں تم سے پوچھیں گی کہ ہماری امانت کیا کی؟ تم ملازموں کی فوج اور سالانہ بجٹ کے اعداد وشمار پیش کرکے کہوگے، یہ دیکھو ہم نے تمہاری امانت کو کیسا فروغ دیا ہے، کتنا بالا ہوسا ہے۔ روحیں رو پڑیں گی اور ان کے آنسو دہکتے ہوئے لاوے کی طرح تم پر برسیں گے اور اس وقت تمھیں یقین آئیگا کہ "نارِ جحیم" کوئی کہانی نہیں تھی ایک سچائی تھی تلخ و بے رحم!

اور مہتمم صاحب کی کتاب پر نقد بھی زیادہ تر دارالعلوم ہی کے تعلق سے اہم محسوس ہوا۔ ورنہ بجائے خود اس کتاب میں کچھ نہیں دھرا۔ اس کے آغاز میں لکھا گیا ہے کہ:۔

"یہ کتاب جماعت دارالعلوم دیوبند کے متفقہ مسلکِ حق کی ترجمان ہے۔"

پھر غضب یہ ہے کہ مصنف کے صاحبزادے محمد سالم صاحب نے "علمی، فکری، تحقیقی اور مسلکی لحاظ سے" اسے "حرفِ آخر" ظاہر فرمایا ہے۔ ہم جانتے ہیں کہ انھوں نے جھوٹ نہیں بولا۔ تصنع نہیں برتا۔ ان کے پاس علم وفہم کا جتنا سرمایہ ہے اس کے لحاظ سے یہ کتاب انھیں "قرآن بزبانِ اُردو" بھی محسوس ہو تو جائے شکایت نہیں۔ پھر وہ نہ صرف صاحبزادے ہیں بلکہ کتاب کے ناشر بھی ہیں۔ خونی عقیدت، کاروباری مصلحت اور ذہنی تنگی تابالمت کے اجتماعِ مبارک سے ایسا ہی بے نظیر مثلث بننا چاہئے تھا۔ ہم تبھی انکا دل میلا نہ کرتے اگر اُس دارالعلوم کی عظمت کا پاس نہ ہوتا جسکے مہتمم ان کے والد ہیں۔ لیکن دارالعلوم سے انتساب مصنف کی کتاب کو اس لائق بناتا ہے کہ اس کا جائزہ لیا جائے اور لوگوں کو بتایا جائے کہ اب یہاں کوئی قاسم، کوئی انور، کوئی محمود الحسن نہیں بس "حکیم الاسلام" رہ گئے ہیں جن کے نسخہ ہائے کیمیا ہضم ہوں تو کرلو نہ ہضم ہوں تو کوئی اور گھر دیکھو۔

عبرت کی جائے ابھی یکم نومبر ۵۹ء کے الجمعیۃ میں مولوی محمد میاں صاحب محمود عباسی صاحب کی کتاب پر غصہ اُتارتے ہوئے فرما چکے ہیں:۔

"احیاءِ خلافت راشدہ کا ایک مقدس اور پاکیزہ نقطۂ نظر نور دیدۂ چشم رسالت (حضرت حسینؓ) کا نصب العین بنا رہا جس کے لئے حضرت موصوف نے اپنا سب کچھ قربانی کے لئے پیش کردیا۔"

لیکن مولانا محمد طیب صاحب اپنی کتاب میں فرماتے ہیں کہ،

حضرت حسینؓ کو خلافت کی طلب تو کجا اس سے دلچسپی تک نہیں تھی۔ خلافتِ راشدہ کی عمر تو حدیث کی تصریح کے مطابق ختم ہو چکی تھی اس لئے ان کے کربلائی اقدام کو طلب خلافت پر محمول کرنا خلافت کی حقیقت اور اسکی تاریخ سے ناواقفی یا بے ذوقی کی دلیل ہے۔

ہنستے یار دیئے۔ ہمالیہ جیسے حقائق کو ذوقی محسوسات اور کلامی منطق کے ذریعہ بالِ ہما بنا دیا گیا ہو ایں گرہ باندھنے سے کچھ کم کمال ہے۔

خیر اس وقت اس کمال کے ماعلیہ سے بحث نہیں۔ عرض تو یہ کرنا ہے کہ مولوی محمد میاں صاحب بھی جماعتِ دار العلوم ہی کے ایک فرد ہیں اور جمعیۃ العلماء کے ناظم۔ وہ مشرق کی سناتے ہیں تو مہتمم صاحب مغرب کی۔ وہ احیائے خلافتِ راشدہ کو حیاتِ حسینؓ کا واحد نصب العین قرار دیتے ہیں تو مہتمم صاحب اس سے دلچسپی تک کو مرتبۂ حسینؓ کے خلاف بتاتے ہیں!

چیست یارانِ طریقت بعد ازاں تدبیرِ ما

اس کا تو رونا نہیں کہ مہتمم صاحب نے نادانستگی میں مولوی محمد میاں صاحب کو بدذوق اور تاریخ کی حقیقت سے ناواقف ٹھیرا دیا۔ یہ ان کے داخلی معاملات ہیں جن میں گفتگو کے ہم مجاز نہیں، لیکن یہ دار العلوم کے متفقہ مسلک کا کیا بنا؟ اس غریب کی جانِ ناتواں پر کیا بیتی؟ دعوے اور ایسے پھسپھسے۔ نعرے اور ایسے کھوکھلے۔

حاصل یہ کہ صحابیِ رسولؐ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی حرمت و آبرو کے لئے ہم ہر اس حملہ آور سے دو دو ہاتھ کرنے کی سعی کرتے رہیں گے جسے ذاتی یا عارضی طور پر کوئی اہمیت حاصل ہو۔ ہاں نرام نگری یا علی بہادر جیسے حضرات کی کتب سے ہماری کوئی لڑائی نہیں کہ ان بیچاریوں کی نمود حباب ہی حباب ہے۔ جھونکا آیا اور طلسم ٹوٹا۔ انھیں اپنی موت آپ مرنا چاہیئے۔ آدھا دم ان نکل چکا ہے۔ آدھا تارِ عنکبوت سے بندھا ہے کہ اب ٹوٹا اور جب ٹوٹا۔ ہم زندہ رہ گئے تو دکھلا دیں گے کہ یزید کی آڑ میں حضرت معاویہؓ کی آبرو کے لاگو یہ عاشقانِ علی اور دلدادگانِ حسینؓ کس طرح منھ کی کھاتے ہیں اور انکی تصنیفات کے مزار کس طرح زمین کے برابر کر دیئے جاتے ہیں۔ ہمارے مہتمم صاحب بظاہر دشمنِ معاویہ نہیں، لیکن صورت بہ ہیں حاشیہ میرس۔ دو اور دو چار ہی ہوں گے چاہے کوئی کہے یا نہ کہے۔ جو لوگ یزید کو شیطانِ مجسم مانتے ہوئے بھی معصومیت سے کہتے ہیں کہ ہمیں معاویہ سے عقیدت ہے وہ مکار ہیں یا پھر مبتلائے فریب۔ عقیدت لفظی عبارتوں کا نام نہیں۔ اس کی جڑیں ذہن و شعور میں ہوتی ہیں۔ وہ ذہن و شعور کبھی عقیدتِ معاویہؓ کی قرار واقعی آماجگاہ نہیں بن سکتے جو یوں سمجھتے ہوں کہ انھوں نے ایک شیطانِ مجسم بیٹے کو مسندِ اقتدار دیکر خلافتِ اسلامی اور معاشرۂ ملی کو تارپیڈو کر دیا۔

اے اللہ! ہماری موت اس حال میں آئے کہ ہمیں تیرے سچے رسولؐ کے ہر صحابیؓ سے قرار واقعی عقیدت ہو، چاہے ان کی بعض لغزشوں کو اچھے محمل پر اُتار نے میں ہمنے دھوکا ہی کھایا ہو۔ یہ اس سے ہزار درجہ بہتر ہے کہ ان کی مذمت میں دھوکا کھائیں۔ تیرے رسول کے ہر صحابی کا ناموس پوری امت کے ناموس سے بڑھ کر ہے۔ دسیوں یزید جنت میں چلے جائیں تو ہمیں غم نہیں، لیکن ایک معاویہؓ یا ایک حسینؓ اگر ظالم بد ہین دوزخ میں بھیجدیئے جائیں تو کلیجہ پھٹ جائے گا۔

امام ابن تیمیہؒ
(فضل العلماء مولانا محمد یوسف کوکن عمری کی معرکۃ الآراء کتاب۔ امام العارفین شیخ الاسلام امام ابن تیمیہؒ کے علم و فضل، عزیمت و ہمت اور مجددانہ کارناموں کا سیر حاصل تذکرہ، جس پر مارچ کے تجلی میں تبصرہ ہوا ہے۔ قیمت مجلّد دس روپے۔ مجلد اعلیٰ گیارہ روپے۔

غنیۃ الطالبین
(عربی اردو مع فتوح الغیب)
یہ شاہ عبد القادر جیلانیؒ کی مشہور زمانہ کتاب اب اُردو داں بھی پڑھ سکتے ہیں۔ ایک کالم میں عربی متن دوسرے کالم میں ترجمہ۔ دو ضخیم جلدوں میں مکمل تیس روپے۔

نئے کردار
نو اصلاحی افسانوں کا مجموعہ
جو دلچسپ بھی ہے اور سبق آموز بھی۔ ایک روپیہ

مکتبہ تجلی دیوبند (یو۔ پی)

خلاصۃ التفاسیر جلد اوّل:۔ مولانا شاہ فتح محمد صاحب کی تفسیر بہت مشہور و معروف ہے اپنی قسم کی عجیب تفسیر ہے۔ جلد اوّل،

حیاتِ فاروقیؓ بہ یک نظر

ولادت: شہر مکہ مکرمہ۔ سنہ ۱۳ ہجری ۵۸۳ء

اسلام: سنہ ۶ نبوی ۶۱۵ء بعمر ۳۳ سال

بوقت وصال نبوی: عمر ۵۰ سال (۱۲ ربیع الاول سنہ ۱۱ھ مطابق ۸ جون سنہ ۶۳۲ء)

خلافت: بعمر ۵۲ سال (۲۰ جمادی الثانیہ سنہ ۱۳ھ مطابق سنہ ۶۳۴ء)

شہادت: بعمر ۶۳ سال (۲۸ ذی الحجہ سنہ ۲۳ھ مطابق ۵ نومبر سنہ ۶۴۴ء)
بقول اکمال فی اسماء الرجال)

مدت خلافت: ۱۰ سال

مدفن: شہر مدینہ منورہ۔ حجرہ سیدہ عائشہؓ۔ پہلوئے ابوبکرؓ و رسولؐ

ازواج: کل ۸ بیگمات۔ جرول خزاعیہ۔ قریبہ مخزومیہ۔ جمیلہ انصاریہ۔ لہیہ یمنیہ۔ مگر بعد نزول آیت ذیل کی تا آخر تک ہیں۔ زینب جمحیہؓ۔ ام حکیم مخزومیہ۔ عاتکہ بنت زید۔
ام کلثوم بنت علیؓ

اولاد: کل ۹ (ذکور ۶) عبداللہؓ۔ عبیداللہؓ۔ عاصمؓ (ان کی اولاد چلی) عبدالرحمان اکبرؓ۔ عبدالرحمان اصغرؓ۔ زید نواسہ علیؓ۔
(اناث ۳) ام المومنین حفصہؓ۔ فاطمہؓ۔ رقیہ نواسی حضرت علیؓ

فتوحات: برقہ۔ طرابلس۔ اسکندریہ۔ مصر مع توابع۔ دمشق۔ حمص۔ قنسرین۔ حلب۔ انطاکیہ۔ اجنادین
بیت المقدس۔ جزیرہ۔ عراق مع توابع۔ قادسیہ۔ مدائن۔ اہواز۔

حیاتِ عثمانیؓ بہ یک نظر

ولادت: شہر مکہ مکرمہ۔ سنہ ۵۷۶ء

اسلام: پنجشنبہ ۱۵ ربیع الاول سنہ ۶۱۰ء محمدی بہ عمر ۳۵ سال

عمر بہ وقت وصال نبوی: ۵۸ سال (۱۲ ربیع الاول سنہ ۱۱ھ مطابق ۸ جون سنہ ۶۳۲ء)

خلافت: ۲۹ ذی الحجہ سنہ ۲۳ھ (۷ نومبر سنہ ۶۴۳ء) بعمر ۷۰ سال

شہادت: بعمر ۸۲ سال۔ ۱۸ ذی الحجہ سنہ ۳۵ھ (۲۰ مئی سنہ ۶۵۶ء)
قاتلین: اسود تجیبی۔ عمرو بن حمق۔ غافقی

مدتِ خلافت: ۱۲ سال

مدفن: شہر مدینہ منورہ۔ جنت البقیع شرقی حصہ موسومہ "حش کوکب"

ازواج: کل ۸۔ مگر وقت نزول آیت سے آخر عمر تک ۴ ازواج جو مذکور ہیں۔ سیدہ رقیہ۔ سیدہ ام کلثوم۔ ام عمروؓ۔ فاطمہ۔ فاختہ۔ ملیکہ۔ نائلہؓ۔ ام البنینؓ۔

اولاد: کل ۱۵ (ذکور ۹۔ اناث ۶)
(ذکور) سید عبداللہ اکبر نواسہ رسولؐ۔ عبداللہ اصغر۔ عمرو۔ خالد۔ ابان۔ عمر۔ ولید۔ سعید (اناث) مریم کبریٰ۔ ام سعید۔ عائشہ۔ ام ابان۔ ام عمرو۔ مریم صغریٰ

فتوحات: آذربائیجان۔ آرمینیا۔ باب۔ تفلس۔ قوقاز۔ عموریہ۔ قبرص۔ فارس۔ مراکش۔ جرجان۔ طبرستان۔ نیشاپور۔ طوس
ہرات۔ طخارستان۔ سیستان۔

ایک استفتاء اور اسکا جواب

مستفتی جناب محمد شعیب اعظمی نے اپنے ایک استفتاء کا جو جواب دو معلوم و معروف عالمانِ دین سے تحریری شکل میں پایا اسے انھوں نے لغرض اشاعت ہمیں ارسال فرمایا ہے اور ہم دونوں جواب مع استفتاء کے شائع کر رہے ہیں۔

ہر دو مفتی حضرات سے ہم اس اضافے کے لئے معافی چاہیں گے کہ جو عربی عبارات انھوں نے تحریر فرمائی تھی ان کا اردو ترجمہ ہم نے بالمقابل درج کر دیا ہے۔ ترجمہ کے بغیر عامہ ناظرین تجلی پوری بات نہ سمجھ سکتے۔

پھر ناظرین تجلی سے بھی ہم اس تطویل کی معافی طلب کریں گے کہ اس موقعہ پر ہم اپنا ہی ایک اداریہ نقل کر دینا مناسب سمجھتے ہیں جو اکتوبر ۵۸ء کے تجلی میں لکھا گیا تھا۔ پرانے قارئین اگرچہ اسے ایک بار پڑھ ہی چکے ہوں گے لیکن جس زور و شور سے آج حسینؓ و یزید کا معاملہ زیر بحث ہے اس کے پیش نظر بہتر ہو گا کہ اگر یہ پھر تازہ کر لیا جائے۔ خصوصاً یوں بھی کہ بخاری کی جس حدیث صحیح مبارکہ کے ٹکڑے پیش کر کے ہم نے اس اداریہ میں گفتگو کی تھی اسی حدیث پر ہر دو مجیبانِ کرام نے عالمانہ توضیحات پیش فرما کر بات کو اور زیادہ منقح کر دیا ہے جزاہما

آغاز سخن اکتوبر ۵۸ء

ہم نے مئی ۵۸ء کے تجلی میں "تجلی کی ڈاک" کے تحت "حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ" کا عنوان دے کر کچھ ایسی معروضات پیش کی تھیں جو عوام میں مقبول و شائع خیالات و معتقدات سے میل نہیں کھاتیں۔ اس کا نتیجہ وہی ہوا جو ہونا چاہئے تھا۔ بہت سے لوگوں نے ہماری معروضات کی روشنی میں اپنے تخیلات کی اصلاح کی اور کچھ لوگوں نے ہمیں برا بھلا کہا، ناراض ہوئے، صلواتیں سنائیں۔ موصول شدہ خطوط میں اگر کوئی سنجیدہ بات لائق توجہ ہوتی تو ہم علمی تنقیح اور جوابدہی میں ذرا تامل نہ کرتے۔ لیکن سوائے غم و غصے اور تلخ کلامی کے ان میں کچھ بھی نہیں۔ ہمارے لئے صلواتیں اور ملامتیں کچھ نئی چیز نہیں رہ گئیں۔ جماعت اسلامی کے موقف کی حمایت اور بدعات کی تردید کے سلسلہ میں ہم نے سبھی کچھ سہہ لیا ہے۔ اللہ تعالیٰ کہنے والوں کو معاف فرمائے اور ہمیں ہماری نیت کے مطابق اجر دے۔

سچ یہ ہے کہ یزید و معاویہؓ کے سلسلہ میں عوام کے خیالات عقیدہ سے زیادہ نرمی اور تاؤ سے زیادہ علم کے متقاضی ہیں۔ وہ بیچارے نہ معتدبہ علم رکھتے ہیں نہ گہری بصیرت جس ماحول میں انھوں نے آنکھیں کھولیں، پلے، بڑھے، وہاں یزید کی شخصیت ایک ابلیس مجسم کی حیثیت میں متعارف تھی شیعہ پروپیگنڈے سے متاثر حضرات کا یہ عالم تھا کہ آنکھیں بند کر کے یزید کے فسق و فجور پر ایمان رکھتے تھے۔ یہ نفسیات کا مسلّمہ ہے کہ آدمی اگر پہلے سے کوئی عقیدہ دل میں لئے بیٹھا ہو یا کوئی خاص میلان و رجحان رکھتا ہو تو اس کے دل و دماغ کو وہی دلائل و شواہد زیادہ اپیل کرتے ہیں جو اس کے عقیدہ و میلان کی تائید میں ہوں۔ اور اُن دلائل و شواہد کو وہ نظرانداز کر دیتا ہے یا ان کی تاویل کر لیتا ہے جو اس کے عقیدہ و میلان کی تردید کر رہے ہوں یہی تمام مسائل میں ہوتا ہے اور یہی یزید و معاویہؓ کے مسئلہ میں بھی ہوتا رہا۔ آج سے نہیں صدیوں پہلے سے حضرت معاویہؓ کے غالی مخالفین کا پروپیگنڈہ اور کذب و افترا نہ صرف کم علم عوام کو بلکہ پڑھے لکھے خواص کو بھی متاثر کرتا چلا آرہا ہے اور اس کی بنیادی وجہ یہ ہے کہ ابتدا میں جن لوگوں نے دور خلافت اور اس کے بعد کی تاریخیں لکھیں وہ حُبِ علیؓ کے نام پر بغض معاویہؓ کے شکار تھے اور حضرت معاویہؓ کو مطعون و مبغوض ٹھیرانے کا سب سے بہتر راستہ انھیں یہ نظر آیا کہ حضرت معاویہؓ

نے اپنے جس بیٹے کو خلافت کے لئے نامزد کر دیا تھا اسے جی بھر کے ملعون و مردود اور فاسق فاجر دکھلا دیں۔ اس کا قدرتی اور لازمی نتیجہ یہ ہو گا کہ حضرت معاویہؓ کی دیانت، دین داری اور حق پرستی خود بخود مجروح بلکہ مذبوح ہو کر رہ جائے گی۔ چنانچہ وہ اپنی اس لغلی چال میں خوب کامیاب ہوئے اور ہر شخص دیکھ رہا ہے کہ اچھے خاصے پڑھے لکھے اہل سنت امیر معاویہؓ کے بارے میں سخت ناگفتہ بہ خیالات کے اسیر ہیں اور امام حسینؓ کی مظلومیت کا پس منظر انھیں اس قدر ورغلا گیا ہے کہ ایک عظیم صحابیؓ کی صحابیت بھی ان کی نظر میں کوئی وزنی شے باقی نہیں رہ گئی حالانکہ اگر وہ امام حسینؓ کی مظلومیت کو جذبات کی بجائے بصیرت و تدبر کی عینک سے دیکھتے اور رطب و یابس سے بھری ہوئی تاریخوں کے عوض محفوظ و مضبوط روایات پر تکیہ کرتے تو بالیقین ان پر واضح ہوتا کہ امیر معاویہؓ ایک جلیل القدر صحابی ہونے کے علاوہ دور اول کے اُن ممتاز ترین مدبرین میں سے ہیں جن پر حضرت عمر رضی اللہ عنہ جیسے معاملہ فہم مردم شناس اور بے لاگ مدبر نے آخر عمر تک بھروسا کیا اور جن پر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ جیسے عظیم صحابی نے مکمل اعتماد کا قولاً و عملاً اظہار فرمایا۔ وہی تنہا گورنر ہیں کہ جب حضرت عثمانؓ کے خلاف فتنہ و شر کی آگ تمام بلاد اسلامیہ میں سلگائی جا رہی تھی ان کے زیر نگیں شام میں کوئی فاسد تحریک نہیں اُٹھی، اور جب مصر، کوفے اور بصرے سے باغی مدینے پہنچے تو شام کا ایک فرد بھی ان میں شامل نہیں تھا۔ ہم یقین سے کہتے ہیں کہ اگر حضرت عثمانؓ حضرت معاویہؓ کے انتہائی مدبرانہ مشوروں کو قبول فرما لیتے تو واقعات یوں نہ پیش آتے جس طرح پیش آئے۔

یزید سے ہمیں براہ راست کوئی دلچسپی نہیں۔ ہمارا احساس تو حضرت معاویہؓ کی حرمت و آبرو کے تعلق سے تڑپ اٹھتا ہے اور حضرت معاویہ کی حرمت و آبرو بھی ہمیں اس لئے مطلوب و محبوب نہیں ہے کہ وہ اموی تھے، بلکہ اس لئے مطلوب و محبوب ہے کہ وہ صحابی تھے، کاتب وحی تھے، رسول اللہؐ نے ان کے تفقہ کو سراہا ہے، ان کے والد ابوسفیانؓ کی فتح مکہ کے موقعہ پر رسول اللہ نے اتنی بڑی پاس داری کی ہے کہ تاریخ اس کی نظیر نہیں لا سکتی۔ ان کی عزت ہمارے اس عقیدے کی عزت ہے جو جملہ صحابہؓ کے بارے میں ہم رکھتے ہیں، بلکہ یوں کہئے جملہ اہل سنت رکھتے ہیں۔

البتہ یزید کی جو منقبت اور عظیم تعریف بخاری کی حدیث میں آتی ہے اس کے باعث ہم نہ تو خود اس پر طعن کر سکتے ہیں نہ اُن لوگوں کو اس کا مشورہ دے سکتے ہیں جو بخاری کی عظمت اور مقام سے واقف ہیں۔ بخاری وہ کتاب ہے کہ اسناد کی عمدگی اور مضبوطی کے پہلو سے تمام امت اسے قرآن کے بعد سب سے صحیح اور مستند کتاب مانتی ہے۔ اس میں جو روایت آجائے اس کے خلاف روایات کے ہزار دفتر بھی نامعقول ہیں، جب تک کہ یہ ثابت نہ کر دیا جائے کہ بخاری کی سند کمزور اور مخالف روایات کی اسناد مضبوط ہیں۔ یزید و معاویہؓ کے بارے میں جو کتب تاریخ ماخذ اور اساس کا درجہ رکھتی ہیں۔ ان کی روایات کا بخاری کے مقابلہ میں مضبوط ہونا تو کجا وہ تو اہل علم کے نزدیک اس قابل بھی نہیں ہیں کہ روایات محدثین کی کسی بھی صف میں انھیں جگہ دی جائے۔ پھر یہ کون صاحب ایمان و دیانت آسانی سے مان لے گا کہ بخاری میں تو اللہ کے سچے اور برگزیدہ رسول فداہ امی و ابی حضرت امیر معاویہؓ اور یزید کے جنتی ہونے کی خبر دیں اور غلامان رسول کے لئے یہ جائز ہو کہ ضعیف و موضوع روایات کے سہارے اور کذب و افترا پر مشتمل پروپیگنڈے سے مغلوب و متاثر ہو کر یزید کی شیطنت کا ڈھنڈورا پیٹیں، اسے جہنمی قرار دیں اور کبھی ڈھکے چھپے، کبھی کھلم کھلا حضرت معاویہؓ پر چھینٹے اڑائیں، ان کی دینداری کو مجروح کریں، انھیں دشمن رسول باور کرائیں۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

اول جیش من امتی یغزون البحر قد اوجبوا	میری امت کے اس پہلے گروہ نے اپنے لئے جنت واجب کر لی جس نے بحری جنگ لڑی

تاریخ ناقابل تردید طور پر شاہد ہے کہ اسلام میں سب سے پہلی بحری جنگ حضرت معاویہؓ نے لڑی ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ بحری جنگ لڑنے کی اجازت نہیں دیتے تھے حتی کہ اس کی اجازت طلبی پر انھوں نے حضرت معاویہؓ کو سخت جواب بھی دیا جس کے بعد انہیں اصرار کی جرأت نہ ہو سکی۔ اس کے بعد حضرت عثمانؓ کا دور آیا تو انھوں نے اجازت دے دی اور حضرت معاویہؓ نے بحر روم کے مشہور جزیرے قبرص پر حملہ کر کے فتح حاصل کی۔

حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمودے پر ہماری جانیں قربان۔ وہ مسلمان ہی کب ہو سکتا ہے جو قول رسولؐ

پر کامل بھروسہ نہ کرے۔ ذرا دیکھئے اسی حدیث میں ایک ایسی پیشین گوئی بھی ہے جو پوری ہو چکی۔ اس حدیث کی راویہ حضرت اُمّ حرام رضی اللہ عنہا ہیں۔ وہ فرماتی ہیں:-

قلت یا رسول اللّٰہ انا فیھم قال انت فیھم

میں نے پوچھا یا رسول اللہ کیا ہم بھی اس میں (پہلے بحری لشکر میں) ہونگے حضورؐ نے فرمایا ہاں تم بھی اس میں ہوگی۔

اور تاریخ گواہ ہے کہ قبرص پر حملہ کرنے والے لشکر میں اُمّ حرام بنت ملحان اور ان کے شوہر عبادہ بن صامتؓ شامل تھے۔ پھر ساحلِ قبرص پر اترنے کے بعد ان کا گھوڑا بدکا، جس سے وہ گر پڑیں اور مر گئیں۔ ان کے اسی طرح مرنے کی پیشین گوئی بھی کتب احادیث میں موجود ہے۔

اب آگے چلئے۔ یہی اُمّ حرامؓ کہتی ہیں کہ رسول اللہ نے فرمایا:-

اول جیش من اُمّتی یغزون مدینۃ قیصر مغفورٌ لھُمْ فقلتُ انا فیھم یا رسول اللّٰہ قال لا

میری امت کا سب سے پہلا لشکر جو شہر قیصر (مملکت روم پر) حملہ کرے گا اس کی مغفرت مقدر ہو چکی ہے۔ میں نے پوچھا یا رسول اللہ کیا ہم بھی اس میں ہونگے۔ حضورؐ نے جواب دیا نہیں۔

اور تاریخ شاہد ہے کہ قسطنطنیہ پر حملہ آور ہونے والی پہلی مسلمان فوج وہی ہے جو یزید کی سرکردگی میں مصروف جہاد ہوئی تھی۔ اس میں ابن عمرؓ، ابن عباسؓ، ابن زبیرؓ، ابو ایوب انصاری اور حضرت حسین بن علی رضی اللہ عنہم جیسے اکابر صحابہ شریک تھے۔

جب استاذ المکرم حضرت مولانا حسین احمد مدنی طاب اللہ ثراہ کے درس بخاری میں یہ حدیث ہمارے سامنے آئی تو حقیقت میں ہم بھی انھی لوگوں میں تھے جو یزید کو ایک مجسم شیطان کی حیثیت سے جانتے تھے، لیکن اس وقت ہم کانپ اُٹھے، لرز گئے۔ نعوذ باللہ من ذالک جس شخص کے جنتی ہونے کی سردار دوجہاں صادق و مصدوق محبوب سبحانی خاتم النبیین الف الف مرۃ علیہ الصلوٰۃ والسلام خبر دیں اسے ہم ملعون و مردود سمجھیں، حالانکہ ہماری آنکھوں نے اس کا کوئی فسق و فجور نہ دیکھا ہو۔ ہم نے توبہ کی اور اسی دن سے کتب تاریخ پر براہ راست نظر ڈالنے کا تہیہ کیا، چنانچہ قدماء کی جتنی بھی کتابیں بھی میسر آسکیں ان میں یزید و معاویہؓ کے حالات پڑھے۔ جو عبارت سمجھ میں نہ آئی اساتذہ سے سمجھی، جن روایتوں کی کوئی توجیہہ نہیں ہو سکتی تھی ان کے راویوں کی تحقیق کیلئے اسماء رجال کی کتابیں چھانیں۔ حال یہ کھلا کہ حضرت معاویہؓ پر حرف لانے والی روایات کے راویوں کا تو ایک بھی سلسلۂ سند ایسا نہیں ہے جس میں کوئی شیعی، یا متروک یا مجہول راوی شامل نہ ہو اور یزید کو ملعون باور کرانے والی روایات میں ایک بھی سلسلہ سند ایسا نہیں ہے جو فن روایت کے معیار پر کھرا اتر سکے۔ زیادہ تر تو ایسے راوی ان اسناد میں ملتے ہیں جنھیں اسماء رجال کی کتابوں میں کذاب، مفتری، وضّاع، مدلّس وغیرہ بتایا گیا ہے۔ اس کے مقابلہ میں جن روایات سے حضرت معاویہ کی ایمانداری اور یزید کی اغراض سے بالاتر عملی حالت کا پتا چلتا ہے ان میں سے بعض تو سند کے پہلو سے بخاری و مسلم کی ٹکر کی ہیں بعض ان سے ہلکی ہیں، مگر مردود و متروک نہیں اور کم سے کم متقابل روایات کی اسناد سے بمراتب اعلیٰ ہیں۔ ایسی صورت حال میں ہماری یہ خلش بھی دور ہو گئی کہ یزید کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے جنتی کیوں بتایا۔ اس زمانے میں ہم مضمون نہیں لکھتے تھے نہ تجلی نکالتے تھے پھر بھی فل اسکیپ کے تقریباً چالیس صفحوں کا ایک مضمون لکھا اور صاف کیا ہوا مسودہ یاد نہیں کس رسالے میں بھیجا، وہ شائع نہیں کیا گیا اصل مسودہ اب بھی شاید پرانی چیزوں میں کہیں پڑا ہو۔

مسلمان بیچاروں کی غلط فہمیاں جہل و نادانی کی کن گھاٹیوں تک ٹھوکریں کھاتے جا رہی ہیں اس کا اندازہ اس عبارت سے کیجئے جو ایک دوست نے خط میں نقل کر کے بھیجی ہے اور جو حیدرآباد کے ایک پرچے کی تازہ اشاعت میں چھپی ہے۔

یزید ایک چیچک رو اور نہایت ہی بدشکل نوجوان تھا جس کو حکومت کے کاموں کے بجائے کتوں، بندروں، عورتوں، شراب اور گانے سے بے حد دلچسپی تھی۔ یزید نے چونکہ امیر معاویہؓ کے دور امارت میں آنکھ کھولی تھی، شہزادگی کی زندگی بسر کی تھی اس لئے جوان ہوتے ہی وہ عشرت پسندی کا شکار ہو گیا۔